اقبال کا پیغامِ حریت اور کشمیری شاعری پر اس کے اثرات

ثمینہ کوثر

تنم گلے ز خیابان جنتِ کشمیر
دل از حریم حجاز و نوا از شیراز است[۱]

علامہ اقبال کشمیری الاصل تھے۔ انہوں نے اپنے آپ کو خیابان کشمیر کے ایک پھول سے تشبیہ دی ہے۔ انہیں کشمیریوں کے حسن اور خوبصورتی پر ناز تھا اور وہ اپنے وطن کے خون کی خاصیت اور نسل کی انفرادیت کو قائم رکھنا چاہتے تھے۔ اقبال کا کشمیر کے ساتھ ایک روحانی تعلق تھا۔ اس لیے اُن کی شاعری میں ذکر کشمیر، ذکر محبوب کی حیثیت اختیار کر چُکا تھا۔ اس کے علاوہ فارسی زبان کے شاعر غنی کاشمیری جیسے قادر الکلام شاعر سے اقبال کو جو عقیدت تھی، وہ بھی اُنہیں کشمیر کی طرف مائل کیے ہوئے تھی۔ بقول غلام نبی خیال:

> کشمیریت اقبال کے خون میں رچی بسی تھی اور اس کو تقویت اس وقت حاصل ہوئی جب علامہ اقبال ۴۴ سال کی عمر میں جون ۱۹۲۱ء میں پہلی بار کشمیر آئے۔ انہوں نے کشمیر کے نشاط باغ کے سایہ دار چناروں سے آگ اور دھواں اُٹھتا ہوا دیکھا۔ انہیں وادی لولاب کے خوبصورت و رنگین نظاروں میں ویرانیوں کے ڈیرے نظر آئے جس نے اقبال کو افسردہ اور غم زدہ کر دیا۔ اہل کشمیر کے چہروں پر چھائی ہوئی مردنی اور پژمردگی ان کے دل و نگاہ کا مرکز بن گئیں۔ وہ کشمیر میں چند مقدمات کی پیروی کے سلسلے میں آئے تھے مگر تقریباً دو ہفتوں کے قیام کے دوران ان کا دِل وطن کی تکلیف سے تڑپ اُٹھا۔[۲]

کشمیری قوم صدیوں کی غلامی کے باعث اپنے شاندار ماضی کو فراموش کر چُکی تھی۔ اُن کا جذبۂ خودی غیر ملکی حاکموں کے ظلم و ستم کی بدولت ختم ہو چکا تھا۔ اقبال نے کشمیریوں کی اِس حالت زار کو محسوس کرتے ہوئے اپنے کلام کے ذریعے ان کے جذبۂ خودی کو بیدار کرنے کی کوشش کی۔ محمد دین فوق علامہ اقبال کے ان احساسات کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> آپ کو اہل کشمیر میں بیداری کی روح پیدا کرنے کا بڑا خیال تھا اور ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ ہندوستان میں اس ملک کو سب سے پہلے اور سب سے زیادہ بیدار کرنے کی ضرورت ہے۔ اس لیے کہ اگر اس ملک کے لوگ بیدار ہوئے تو وہ ان شاءاللہ سارے ہندوستان کی رہنمائی کریں گے۔[۳]

اقبال کو یقین تھا کہ جس خطۂ کشمیر کے خوبصورت نظاروں میں، آبشاروں میں، جھرنوں میں، اتنا جوش و ولولہ موجود ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ اُس وادی کے مکین اس جذبے سے محروم ہوں۔ اقبال نے اپنے ہم وطنوں کی اِسی بے بسی اور بے کسی کو اپنے اشعار کی صورت میں ڈھال کر دُنیا کے سامنے پیش کیا اور ساتھ ہی ساتھ کشمیریوں کو ان کے شاندار ماضی سے روشناس کیا۔ وہ فرماتے ہیں:

آج وہ کشمیر ہے محکوم و مجبور و فقیر
کل جسے اہل نظر کہتے تھے ایرانِ صغیر
سینۂ افلاک سے اُٹھتی ہے آہ سوز ناک
مرد حق ہوتا ہے جب مرعوبِ سلطان و امیر
کہہ رہا ہے داستاں بیدردی ایام کی
کوہ کے دامن میں وہ غم خانۂ دہقانِ پیر
آہ یہ قوم نجیب و چرب دست و تر دماغ
ہے کہاں روزِ مکافات اے خدائے دیر گیر[۴]

ایک جگہ اور لکھتے ہیں:

موت ہے اک سخت تر جس کا غلامی ہے نام
مکر و فن خواجگی کاش سمجھتا غلام
اے کہ غلامی سے ہے روح تری مضمحل
سینۂ بے سوز میں ڈھونڈ خودی کا مقام[۵]

اہل کشمیر کی مفلوک الحالی، استحصال، توہم پرستی، تنگ نظری اور جہالت کا مکمل نقشہ اقبال نے ''ساقی نامہ'' میں کھینچا ہے۔ یہ نظم انہوں نے کشمیر میں قیام کے دوران خوبصورت نشاط باغ میں تخلیق کی۔ علامہ نے اس نظم میں کشمیر کے بے مثال حُسن و زیبائی کے تذکرے کے ساتھ کشمیر کے لوگوں کی سفید پوشی اور غربت و افلاس کے دردناک اور کرب ناک پہلوؤں کو یوں پیش کیا ہے:

خوشا روزگارے خوشا نو بہارے
نجوم پرن رُست از مرغزارے
ضمیرش تہی از خیال بلندے
خودی ناشناسے ز خود شرمسارے
بریشم قبا خواجہ از محنت او
نصیب تنش جامۂ تارتارے

ازاں مے فشاں قطرۂ بر کشیری
کہ خاکسترش آفریند شرارے[۶]

علامہ کے کلام سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں کشمیر سے کس قدر لگاؤ تھا۔ بقول حبیب کیفوی:

وہ اپنے حریت پرور افکار سے اہل کشمیر کی رگوں میں زندگی کا خون دوڑاتے رہے۔ اپنے اشعار کے ذریعے انہوں نے اہل کشمیر کی قابل قدر خدمت کی۔ یہ کہنا مبالغہ نہیں ہوگا کہ ان کے افکار نے ایک مجبور و محکوم قوم کو، جو صد سالہ غلامی کے بوجھ تلے کراہ رہی تھی، مائل بہ عمل کر دیا۔[۷]

اقبال حساس طبیعت کے مالک تھے اور اس سے بڑھ کر خود کشمیری الاصل تھے۔ کشمیر اور کشمیریوں سے محبت کا اظہار انہوں نے کشمیر جانے سے قبل ہی کر دیا تھا۔ اہل کشمیر کے لیے اتحاد و اتفاق کی تاکید اور اس جنت نظیر وادی کے قدرتی حسن پر تقریباً آٹھ قطعات تخلیق کیے۔ جو کشمیری گزٹ کے شمارہ دسمبر ۱۹۰۱ء میں شائع ہوئے۔ جن میں سے چند قطعات درج ذیل ہیں:

پنجہ ظلم و جہالت نے بُرا حال کیا
بن کے مقراض ہمیں بے پر و بال کیا
توڑ اس دست جفا کیش کو یارب جس نے
روحِ آزادی کشمیر کو پامال کیا
کشمیر کا چمن جو مجھے دل پذیر ہے
اس باغ جاں فزا کا یہ بلبل اسیر ہے
ورثے میں ہم کو آئی ہے آدم کی جائیداد
جو ہے وطن ہمارا وہ جنت نظیر ہے
سو تدابیر کی اے قوم یہ ہے اِک تدبیر
چشم اغیار میں بڑھتی ہے اِسی سے توقیر
دُرِ مطلب ہے اخوت کے صدف میں پنہاں
مل کے دُنیا میں رہو مثلِ حروفِ کشمیر[۸]

اقبال اور کشمیری شعراء

۱۹۳۱ء میں جب تحریک آزادی کشمیر اپنے عروج پر تھی تو اس وقت بھی کشمیریوں کو علامہ کی امداد حاصل تھی۔ علامہ کشمیر کو اسلامی تمدن کا گہوارہ سمجھتے تھے اور ان کے نظریۂ اسلامی ہند میں سرحد کی طرح کشمیر کو بھی بڑی اہمیت حاصل تھی۔ وہ اس سرزمین میں ایک ایسے انقلاب کی توقع رکھتے تھے جو اسلامی ہند کی تقدیر پر بھی اثرانداز ہوتا۔

''کشمیر'' جس سے اقبال کو ایک خاص نسبت تھی ناممکن ہے کہ ان کے افکار و خیالات سے نابلد رہتا۔ اقبال کی شاعری سے سب سے زیادہ جن کشمیری شعراء نے اثر لیا اُن میں غلام احمد مہجور اور عبدالاحد آزاد سرِ فہرست ہیں۔

کشمیر کے شاعروں اور ادیبوں نے انقلاب کا نعرہ لگا کر ہزاروں سال پرانی روایات کے خلاف بغاوت کی آواز بلند کی اور نیا ادب وجود میں لائے، ایسا ادب جس میں ہر ذی شعور کو اپنا عکس نظر آنے لگا۔ اور لوگوں نے بھی اس تبدیلی کو محسوس کیا اور ایسے ادب کا استقبال کیا۔ اس کا باضابطہ آغاز غلام احمد مہجور سے ہوتا ہے۔

غلام احمد مہجور:

غلام احمد مہجور کلامِ اقبال سے کس حد تک متاثر تھے؟ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب بانگ درا ۱۹۲۴ء میں شائع ہوئی تو اس میں علامہ کی نظم ''خطاب بہ جوانانِ اسلام'' پڑھی تو مہجور نے علامہ کی تقلید میں ''خطاب بہ مُسلم کشمیر'' لکھی۔ جس کا آغاز بالکل اُسی نظم کے انداز میں یوں ہوتا ہے:

بتا اے مسلم کشمیر کبھی سوچا بھی ہے تو نے
تو ہے کِس گلشن رنگیں کا برگِ شاخ عریانی
ترے اسلاف وہ تھے جن کے علم و فضل کے آگے
ادب سے جھکتے تھے دانشورانِ ہندو و ایرانی
شہنشاہِ معظم شاہ زین العابدین بڈشاہ
کیا اکبر نے جس سے کسَبِ آئین جہان بانی
بخوبی یاد ہے اب تک سُخن سنجانِ عالم کو
غنی کی خوش بیانی اور صرفی کی سُخندانی
تیرے پیارے وطن کو قُبہٗ اسلام کہتا تھا
گواہی کے لیے موجود ہیں احکام سُلطانی[۹]

اقبال کے اشعار کی تقلید کرتے ہوئے مہجور کچھ اِس انداز میں اشعار پیش کرتے ہیں:

اقبال:

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی
اُس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو[۱۰]

مہجور:

اَمیرس عاَش تے شاَدی غریبن خانہ برباُدی
یتھسِ مغرور آسن واَلی سُند خانے مِٹاوُس چھم[۱۱]

اقبال:

میں تجھ کو بتاتا ہوں، تقدیرِ امم کیا ہے
شمشیر و سناں اول طاؤس و رباب آخر[۱۲]

مہجور:

اگر وُزناوِ ہن بستیِ گُلن ہنز، تراوٗ زیرو بم
بنیل کرَ، واوٗ کر، گگرایہ کر طوفان پیدا کر[۱۳]

عبدالاحد آزاد:

کشمیری زبان کے نامور شاعر عبدالاحد آزاد، غلام احمد مہجور کے ہم عصر تھے جنہوں نے اِنقلاب کا نعرہ لگایا اور شاعر اِنقلاب کہلائے۔ ۱۹۳۱ء میں جب تحریک حریت کشمیر پر ایک عروج تھا تو برصغیر میں علامہ اقبال کی شاعری ہندوستانیوں کو بیدار کرنے کے لیے اہم فریضہ سرانجام دے رہی تھی جس سے آزاد بہت متاثر ہوئے۔

انہوں نے اقبال کے پیغام کو اپنی شاعری کا حصّہ بنایا اور اپنی کشمیری نظموں شکوہ، ابلیس، شکوہ کشمیر، نالہ بڈ شاہ، بےخودی، خودی، دریاوٗ، وطن، نغمہ بیداری، انقلاب اور غلامی میں اس کو کشمیری قوم تک پہنچایا:

دِل پریشان عقل حأران زُو خراب
بندگی منز روزن بوڈ عذاب
پردہ ژٹھ دلہِ کین حُبابن ژٹھ
انقلاب اَن انقلاب اَن اِنقلاب[۱۴]

ترجمہ: غلامی کی زندگی جینا ایک مسلسل اور بڑا عذاب ہے۔ دل پریشان رہتا ہے۔ عقل کہ اس میں حیران و سرگرداں رہتی ہے اور جان وجگر کی خرابی شامل حال ہے۔ اس عذاب مسلسل سے نجات پانے کی ضمانت انقلاب میں ہے صرف اور صرف انقلاب میں کہ انقلاب غلامی، پریشان حالی، بدحالی وغیرہ کے سب پردے پھاڑ دینے سے ہی پیدا ہوتا ہے۔

علامہ اقبال نے جس طرح اپنے کلام میں کشمیریوں کو اتحاد و اتفاق کا پیغام دیا تھا اور ساتھ ان کو ان کے شاندار ماضی کے بارے میں آگاہ کیا تھا اُسی کی پیروی کرتے ہوئے کشمیری شعراء نے کشمیری زبان میں اس پیغام کو اپنے لوگوں تک پہنچایا۔ اُنہیں آزادی کی قدر و قیمت سے آگاہ کیا۔ بقول آزاد:

طبیعت میون آزادی چُھ عادتھ میون آزأدی
کُنر یکساں عمل شأدی محبت محنت آبادی

توے چُھس ٹوٹھ آزادن رتن صاحب دِلن اندر
یو ان چُھم زندگی ہند سوز سفرن منزلن اندر[۱۵]

ترجمہ: آزادی میری طبیعت ہے۔ آزادی میری فطرت میں شامل ہیں۔ آزادی کا مفہوم ہے اتحاد، مساوات، عمل اور جد وجہد اور ان کے حصول کے لیے محبت اور محنت راہداری ہے۔ اِسی جہد مسلسل پر میرے وجود کا انحصار ہے اور انہی خصائل وخصائص کی وجہ سے میں آزاد فطرت صاحب دل لوگوں کا چہیتا بنا ہوں۔

مہجور کی طرح آزاد نے بھی علامہ کی تقلید میں اشعار کہے:

اقبال:

پرواز ہے دونوں کی اِسی ایک جہاں میں
شاہیں کا جہاں اور ہے کرگس کا جہاں اور[۱۶]

آزاد:

کُنے پرواز طوطس، بُلبُلس، کاوس تہ شہبازس
ولیکن وُچھ تفاوتھ کتھ پروازس تہ پروازس[۱۷]

اقبال:

میر و سلطاں نرد و باز و کعبتین شان وغل
جانِ محکوماں ز تن بردند و محکوماں بخواب
انقلاب، انقلاب اے انقلاب[۱۸]

آزاد:

سجد کمَن چُھکھ کراں براند کنن سون جران
آسہِ تہند خون سورخ چُھے ژے رگن منز یہ آب
انقلاب اَن انقلاب اَن اِنقلاب[۱۹]

دیگر شعراء:

مہجور اور آزاد کے بعد غلام نبی عارض، عبد الستار عاصی، زندہ کول، مرزا عارف، غلام رسول نازکی، پتامبر ناتھ فانی، رسا جاودانی وغیرہ نے اپنے اشعار میں اقبال کی شاعری کی تقلید کی ہے۔ اور اقبال کی شاعری کی روح کو اپنے کلام میں یوں پیش کرنے کی حتی المقدور کوشش کی ہے:

اقبال:

تری دُنیا میں مَیں محکوم و مجبور
مری دُنیا میں تیری پادشاہی[۲۰]

غلام رسول نازکی:

ژ چھکھ میأنس جہانس منز شہنشاہ
بہٕ چُھس چأنس جہانس منز مُسأفر[۲۱]

اقبال:

شاعر رنگین نوا ہے دیدۂ بینائے قوم
مبتلائے درد کوئی عضو ہو، روتی ہے آنکھ
کس قدر ہمدرد سارے جسم کی ہوتی ہے آنکھ[۲۲]

پتامبر ناتھ فانی:

جہانکی دأدی یُس بیمار تھاوان
اَچھو کنی خون جگرُک ہار ناوان
گلن ہندی کنڈی یمیس آرام بناوان
چھ تمی سے مہربانس ناوٕ شأیر[۲۳]

کلامِ اقبال کے کشمیری زبان میں تراجم:

علامہ اقبال کے کلام کے دُنیا کی بیشتر زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں۔ کشمیری جو کہ صدیوں کی غلامی کی بنا پر علمی میدان میں نہایت پسماندہ تھے اُردو اور فارسی جیسی غیر مادری زبانوں کی بدولت کلامِ اقبال سے فیض حاصل کرنا ان کے لیے ممکن نہیں تھا۔ زبان کی اس دُوری کی وجہ سے اہلِ کشمیر ان کے اپنے آبائی وطن کے ساتھ دلی لگاؤ سے آگاہ نہ ہو سکے۔ چنانچہ اُن کشمیری شعراء نے اس کام کا بیڑہ اُٹھایا جو اُردو، فارسی اور کشمیری زبان سے واقفیت رکھتے تھے۔ انہوں نے کلامِ اقبال کا کشمیری زبان میں ترجمہ کیا تا کہ اقبال کے جذبات، خیالات اور احساسات کو کشمیری قوم تک پہنچا سکیں۔ ان شخصیات میں ایک شخصیت سید غلام قادر اندرابی صاحب کی ہے جنہوں نے جاوید نامہ کا کشمیری زبان میں ترجمہ کیا تھا۔ جاوید نامہ میں جب اقبال کی ملاقات حضرت امیر کبیر میر سیّد علی ہمدانی اور غنی کشمیری کے ساتھ ہوتی ہے تو ان کی گفتگو کا موضوع نمایاں طور پر کشمیر کی خستہ حالی، غلامی اور جد و جہد آزادی کے لیے ایک عزم نو بن کر اُبھرتا ہے۔ اس کے کچھ اشعار کشمیری زبان میں تراجم کے ساتھ پیش ہیں:

اقبال:

شاعِر رنگیں نوا طاہر غنی
فقر او باطن غنی ظاہر غنی[۲۴]

کشمیری ترجمہ:

شائعراہ رنگین نوا طاہر غنی
فقر تمی سُند دِل غنی، ظاہر غنی[۲۵]

اقبال:

سیّد السادات، سالارِ عجم
دستِ او معمارِ تقدیرِ اُمم[۲۶]

کشمیری ترجمہ:

سیّدن سَردار عجمس سر وراہ
اُمتن شیران زبر کأری گراہ[۲۷]

اقبال:

خطّہ را آں شاہِ دریا آستیں
داد علم و صنعت و تہذیب و دیں[۲۸]

کشمیری ترجمہ:

فیضہ پَنہ نے دِیتنہ کشیرس تھزر
علم و دین، تہذیب وہونرے منز بحر[۲۹]

غلام احمد ناز کشمیری زبان کے مایہ ناز شاعر اور مترجم تھے۔انھوں نے اقبال کی شاعری کے زیر اثر کشمیری کلام کو موزوں کیا۔غلام احمد ناز نہ صرف بلند پائے کے شاعر تھے بلکہ تحریک آزادی کشمیر کے بلند پائے کے رہنما بھی تھے۔انھوں نے اقبال کی اسرار خودی کا ترجمہ کشمیری زبان میں کیا جس کا مقصد کشمیریوں کو بیدار کرنا تھا۔اسرار خودی کے کچھ اشعار کے کشمیری تراجم درج کیے جاتے ہیں:

اقبال:

پیکر ہستی ز آثار خودی است
ہرچہ می بینی ز اسرار خودی است[۳۰]

کشمیری ترجمہ:

عالمچ ہستی خودی ہند اِک نشان
سببہ تمہ کے چھے یہ کنیژھا چھک وَچھان[۳۱]

اقبال:

از محبت چوں خودی محکم شود
قوتش فرمانِدۂ عالم شود[۳۲]

کشمیری ترجمہ:

مسئلہ خودی چھے عشقہ سئیتی محکم گژھاں
عالمک حاکم تسُند قوت بنان[۳۳]

علامہ اقبال جنھوں نے اپنے پُر تاثیر کلام کی بدولت کشمیری قوم میں جذبہ خودی اور جذبہ حُریت کو بیدار کیا اور اپنی زندگی کی آخری سانس تک کشمیر کی آزادی کی تمنا کرتے رہے۔ صد افسوس کہ علامہ کی آرزو آج بھی تشنۂ تعبیر ہے اور کشمیری آج بھی اپنی آزادی کے لیے سرگرداں ہیں، اپنی بقا کی جنگ ظالم کے خلاف لڑ رہے ہیں اور آج اقبال کے اس شعر کے بہترین عکاس ہیں:

جس خاک کے ضمیر میں ہے آتش چنار
ممکن نہیں کہ سرد ہو وہ خاکِ ارجمند[۳۴]

حوالہ جات وحواشی

۱- اقبال، علامہ محمد، کلیات اقبال، (فارسی)، شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۹۰ء، ص ۳۴۸۔
۲- خیال، غلام نبی، اقبال اور تحریک آزادی کشمیر، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۹۹۹ء، ص ۹۵
۳- فوق، محمد دین، مکمل تواریخ اقوامِ کشمیر، گلشن بکس کشمیر، سرینگر، ۲۰۱۱ء، ص ۲۰۶
۴- اقبال، علامہ محمد، کلیات اقبال (اردو) اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۳۹۷
۵- اقبال، علامہ محمد، کلیات اقبال (اردو) اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۳۸۷
۶- اقبال، علامہ محمد، کلیات اقبال (فارسی) شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ۱۹۹۰ء، ص ۲۸۵-۲۸۶
۷- کیفوی، حبیب، کشمیر میں اُردو، مرکزی اُردو بورڈ، لاہور، ۱۹۸۹ء، ص ۹۶
۸- فوق، محمد دین، مکمل تواریخ اقوامِ کشمیر، ص ۲۰۷
۹- ٹینگ، محمد یوسف (ترتیب کار)، کلیاتِ مہجور، جموں اینڈ کشمیر کلچرل اکیڈمی کشمیر، سرینگر، ۱۹۸۳ء، ص ۷۹
۱۰- اقبال، علامہ محمد، کلیات اقبال (اردو) اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۴۳۷
۱۱- ٹینگ، محمد یوسف (ترتیب کار)، کلیات مہجور، ص ۷۵، ۷۶
۱۲- اقبال، علامہ محمد، کلیات اقبال (اردو) اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۳۸۲

۱۳- ٹینگ، محمد یوسف (ترتیب کار)، کلیات مہجور، ص ۸۰

۱۴- گنجو، ڈاکٹر پدم ناتھ (مرتبہ)، کلیات آزاد، جموں اینڈ کشمیر کلچرل اکیڈمی کشمیر، سرینگر، ۱۹۸۷ء، ص ۱۶۲

۱۵- ایضاً، ص ۸۰

۱۶- اقبال، علامہ محمد، کلیات اقبال (اردو) اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۴۸۶

۱۷- گنجو، ڈاکٹر پدم ناتھ (مرتبہ)، کلیات آزاد، ص ۲۴۶

۱۸- اقبال، علامہ محمد، کلیات اقبال (فارسی) شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ۱۹۹۰ء، ص ۴۸۶

۱۹- گنجو، ڈاکٹر پدم ناتھ (مرتبہ)، کلیات آزاد، ص ۱۶۵

۲۰- اقبال، علامہ محمد، کلیات اقبال (اردو) اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۴۱۱

۲۱- کامل، امین (ایڈیٹر)، کأشر زبان ته ادب، جموں اینڈ کشمیر کلچرل اکیڈمی، سرینگر، ۱۹۷۶ء، ص ۳۶۷

۲۲- اقبال، علامہ محمد، کلیات اقبال (اردو) اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۹۳

۲۳- کامل، امین (ایڈیٹر)، کأشر زبان ته ادب، ص ۳۶۸

۲۴- اقبال، علامہ محمد، کلیات اقبال (فارسی) شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ۱۹۹۰ء، ص ۷۴۶

۲۵- اقبال، علامہ محمد، جاوید نامہ (منظوم کشمیری ترجمہ)، سید غلام قادر اندرابی، سید احسان قادر اندرابی، (مترجم)، گلبرگ، لاہور، ۱۹۸۹ء، ص ۱۴۶

۲۶- اقبال، علامہ محمد، کلیات اقبال (فارسی) شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ۱۹۹۰ء، ص ۷۴۶

۲۷- اقبال، علامہ محمد، جاوید نامہ (منظوم کشمیری ترجمہ)، ص ۱۴۶

۲۸- اقبال، علامہ محمد، کلیات اقبال (فارسی) شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ۱۹۹۰ء، ص ۷۴۶

۲۹- اقبال، علامہ محمد، جاوید نامہ (منظوم کشمیری ترجمہ)، ص ۱۴۷

۳۰- اقبال، علامہ محمد، کلیات اقبال (فارسی) شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ۱۹۹۰ء، ص ۱۲

۳۱- ناز، غلام محمد، اسرار خودی کا منظوم کشمیری ترجمہ، ص ۳

۳۲- اقبال، علامہ محمد، کلیات اقبال (فارسی) شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ۱۹۹۰ء، ص ۲۵

۳۳- ناز، غلام محمد، اسرار خودی کا منظوم کشمیری ترجمہ، ص ۵

۳۴- اقبال، علامہ محمد، کلیات اقبال (اردو) اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۷۴۲